حاصل نہ ہوتا تو مزید کئی برس شیخ اسامہ بن لادن امریکہ کے ہاتھ نہ آتا۔ پاکستان نے عالمی کولیشن کا حصہ بننے کے بعد جس قسم کا افسوسناک وشرمناک کردار اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ادا کیا ہے، یہ بھی ایک ایسی المناک کہانی ہے جو ہمیشہ آئندہ آنے والی پاکستانی نسلوں کا منہ چڑاتی رہے گی۔ ہم کرائے کے قاتل بن کر دین کو بیچ کر حمیت کو نیلام کر کے اور ایمان وضمیر کو گروی رکھ کر بھی نہ دنیا کما سکے اور گھر بار جلا کر بلکہ سب کچھ تج دینے کے باوجود بھی نہ امریکہ کو راضی کر سکے اور نتیجہ کے طور پر آج دنیا میں سب سے خطرناک ملک پاکستان بن گیا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ ڈرون اور خودکش حملے سرزمین پاکستان پر ہوتے ہیں۔ دھرتی کا ایک ایک شہر اور ایک ایک قریہ زخموں سے چور چور ہے۔ ہر طرف آہ وبکا کا عالم ہے۔ دن بدن آگ پھیلتی چلی جارہی ہے، معیشت کی ناؤ مکمل غرق آب ہوگئی ہے۔ توانائی کے شدید بحران کے عفریت نے اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں کو زندہ درگور کردیا ہے، حکمرانوں کی غلامانہ پالیسیوں کے نتیجے میں ہم نے جنت نما پاکستان کو جہنم کدہ بنادیا ہے اور حکمران دس سالوں میں ملک وملت کو امریکی ڈنڈے سے ہانکتے ہانکتے وادی تیہ میں بھٹکنے، سسکنے، تڑپنے اور گھٹ گھٹ کر مرنے کیلئے چھوڑ آئے ہیں۔ دنیا میں غلاموں کے بھی آخر کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ یہ کیسی غلامی ہے جس میں ''آقا'' ایک لحہ کیلئے بھی ہم سے راضی نہیں ہورہا؟ ہر لحہ اس کے طعنوں، دھمکیوں اور حملوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ لاہور میں ریمنڈ ڈیوس کا قتل عام اور پھر اس کا فاتحانہ انداز میں جانا، ایبٹ آباد کے سانحہ کا پیش آنا اور اس پر صدر وزیراعظم کی امریکہ کو مبارکباد دینا اور اسے عظیم فتح قرار دینا اور پارلیمنٹ کی مشترکہ قرارداد کی دھجیاں اڑانا اس بات کی غمازی کررہا ہے کہ اگر یہی غلامانہ پالیسی اور حکمرانوں کا وطیرہ رہا تو خاکم بدہن پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور اس کی بچی کھچی سالمیت چند دنوں کا کھیل معلوم ہورہی ہے۔ ویسے بھی افغانستان کے محاذ امریکہ کیلئے روز بروز ٹھنڈے تابوت فراہم کررہے ہیں اور امریکہ وحشی خانہ بدوشوں کی طرح اپنا جنگی سازوسامان نئی منزل پاکستان کو منتقل کرانا چاہتا ہے۔ اب اگر قوم اس سانحہ پر بھی نہیں اٹھتی اور انہیں شورِ قیامت کی آواز سنائی نہیں دیتی تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی پتھر کی مورتیوں سے نہ کبھی ربط رہا ہے اور نہ آئندہ کبھی ان سے انس ہوسکتا ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ''پاکستان'' والو	تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں قیامت آنے والی ہے	تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

ان للہ لا یغیر مابقوم حتی یغیروا بانفسھم

قدیم فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ کی رحلت

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی	اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

برصغیر پاک وہند کے علمی قبلہ وکعبہ دارالعلوم دیوبند کی آفاقی خدمات سے کرۂ ارض کا ذرہ ذرہ آج روشن و

تاباں نظر آرہا ہے۔ اکابرین امت نے اپنے خون جگر سے جو چراغ حق روشن کئے تھے اور اپنے علمی و روحانی فیض سے جن تلامذہ کی تربیت فرمائی تھی انہی کی ضیاء پاشیوں اور رُشد و ہدایت کی کرنوں نے صفحہ دہر کی ظلمتوں کو علم و عمل سے منور کررکھا ہے۔ افسوس صد افسوس گزشتہ دنوں بزم دارالعلوم دیوبند کا ایک ایسا ہی قدیم مگر روشن چراغ ہم سے ہمیشہ کیلئے بادِ فناء کے باعث بجھ کر بچھڑ گیا ہے جس کی تلاش میں اب اگر ہتھیلی پہ چاند' سورج رکھ کر بھی ڈھونڈا جائے تو تب بھی ان کا ملنا محال ہے۔ ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

حضرت مولانا عبدالحنان دیوبندیؒ دارالعلوم کے اولین اکابرین کے فیض یافتہ اور اجلہ مشائخ کی صحبت یافتہ زندہ جاوید تصویر اور تاریخی شخصیت تھے۔ فی زمانہ ہماری ناقص معلومات کے مطابق آپؒ سب سے قدیم ترین اجلہ فضلاء دیوبند میں سے تھے۔ آپکی دارالعلوم دیوبند سے سن فراغت ۱۹۳۲ء کی ہے اور فراغت کے وقت آپ کی عمر صرف بیس برس تھی۔ قمری لحاظ سے آپ کی عمر تقریباً ۱۰۷ برس تھی۔ حضرت دادا جان مولانا عبدالحقؒ کی جدائی کے بعد خاندانِ حقانی کے آپ ہی سب سے بزرگ' محترم اور مشفق سربراہ تھے۔ آپؒ کی بلا کی یادداشت اور قابل رشک صحت دنیا کے سامنے ایک مثال تھی۔ وفات پانے سے صرف پانچ ماہ قبل پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی' بس صرف یہی ایک بیماری پہلی اور آخری بار انہیں لاحق ہوئی اور بالآخر یہی جرم ضعیفی کی جزا ٹھہری اور گزشتہ ماہ بروز جمعرات ۵رمئی ۲۰۱۱ء رات دس بجے کو علم و عمل اور صدق و صفا کا یہ پیکر و مسافر اپنے مشائخ و اساتذہ اور دیرینہ دوستوں کے اس بہشتی قافلے میں شامل ہوگیا جسکی منزل سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ ہی ہے۔

آپ عاجزی اور انکساری' اخلاق حسنہ' عبادت گزار' شب زندہ دار تھے۔ ذوقِ مطالعہ عمر بھر رہا' درس و تدریس کا مشغلہ بھی برسوں رہا۔ علاقہ بھر میں لوگوں کی غمی و خوشی کے موقع پر حاضر رہتے' چھوٹوں کیساتھ بڑا مشفقانہ رویہ رکھتے تھے' صفائی و نفاست بھی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی' اللہ تعالیٰ نے باطنی کمالات کیساتھ ساتھ لمبا قد اور خوبصورت وجیہ جسم و چہرہ بھی عطا کیا تھا۔ جس مجلس میں بھی تشریف لے جاتے نگاہیں خود بخود آپکی طرف اٹھ جاتیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے ختم بخاری و دیگر اہم اجتماعات کے موقع پر آپ ضرور تشریف لاتے۔ اور طلباء کو اجازتِ حدیث اور قیمتی نصائح سے نوازتے۔ کراچی کے جامعہ احسن العلوم کے مہتمم اور نامور عالم دین حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب' استاد حدیث مولانا سعید اللہ شاہ صاحب اور ہمارے دوست و بھائی مولانا مفتی مختار اللہ حقانی مرتب ''فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ'' آپکے خصوصی و نامور تلامذہ میں سے ہیں۔ انکے پوتے مولانا نقیب احمد انکے علمی جانشین ہیں۔ انہوں نے اور ڈاکٹر مجیب الرحمٰن و خلیق صاحب نے بے مثال خدمت کی سعادت حاصل کی۔ راقم کی تجویز اور تحریک پر آپکی تدفین دارالعلوم کے ''حقانی قبرستان'' میں اپنے دیرینہ دوست شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے پہلو میں ہوئی اور یوں پون صدی قبل جو دوستی کا سفر دارالعلوم دیوبند کی مقدس فضاؤں سے شروع ہوا تھا وہ مرنے کے بعد بھی ختم نہ ہوا۔